علی کہتے ہیں جو ابو بکر اور عمر کو مجھ سے افضل نہ مانے اسے کوڑوں کی سزا

Abu Abdul Rehman Salafi, Ahmad Khalfaan, Abu Turab Salafi
|

علی کہتے ہیں جو ابو بکر اور عمر کو مجھ سے افضل نہ مانے اسے کوڑوں کی سزا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اللہ کے شیر امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا ابو بکر اور امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہم کو اپنے سے افضل جانتے تھے اور جو شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ان دونوں حضرات کو فضیلت دیتا تھا اس کو سزا دیتے تھے۔

یہ حدیث رافضی دھرم پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ہے اور رافضی ہمیشہ اس روایت پر اپنے کذب اور بد دیانتوں سے جرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس تحریر میں پہلے اس روایت کی تصحیح پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد رافضی اسماعیل دیوبندی (تقیہ باز) پر رد کیا گیا ہے جس نے اس روایت کی تضعیف کرنے کی ناکام کوشش کی۔

اس روایت پر تحقیق حاظر ہے

السنة لابن ابی عاصم کی روایت

امام احمد بن عمر بن الضحاک بن مخلد جو ابو بکر بن ابی عاصم کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ الْبزار حدثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ ثنا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا يُفَضِّلُونِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَلَوْ كُنْتُ تُقِدّمْتُ فِي ذَلِكَ لَعَاقَبْتُ فِيهِ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْعُقُوبَةَ قَبْلَ التَّقْدِمَةِ مَنْ قَالَ شَيْئًا مِنْ هَذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي إِنَّ خِيرَةَ النَّاسِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ وَقَدْ أَحْدَثْنَا أَحْدَاثًا يَقْضِي الله فيها ما أحب

ترجمہ: علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر ہاتھ مارا اور کہا: مجھے بتایا گیا کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر مجھے اس کا پتہ چلا تو میں انکو جو یہ کہتے پھرتے ہیں سخت سزا دونگا۔ یہ مجھ پر اور ان (ابو بکر اور عمر) پر افتراء باندھا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ انسانوں میں سب

سے افضل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں پھر ابو بکر اور پھر عمر رضی اللہ عنہم افضل ہیں۔ اس کے بعد ہم نے ایسی چیزیں ایجاد کرلی ہیں جن میں اللہ جو چاہے گا سو کرے گا۔(السنۃ لابن ابی عاصم ج 2 ص 480)

اس روایت کی سند حسن ہیں اور راویوں کا تعارف حاظر ہے۔

1۔ الْحَسَن بن الصباح بن مُحَمَّد البزار أَبُو عَلِيّ الواسطي ثقہ وصدوق ہیں (الکاشف للذھبی ج1ص326رقم1038)

2۔ الهيثم بن خارجة أبو أحمد الخراساني ثقہ وصدوق ہیں(تقریب التھذیب لابن حجر ص1030رقم7414)

3۔ شهاب بن خراش بن حوشب الواسطي صدوق حسن الحدیث ہیں(الکاشف للذھبی ج1 ص490رقم2311)

4۔ حجاج بن دينار الواسطي صدوق ہیں(الکاشف للذھبی ج1ص312رقم 931)

5۔ حجاج بن دینار کے استاد التميمي اور ابراھیم نخعی کے شاگرد زياد بن كليب أبو معشر ثقہ متقن حافظ ہیں (الکاشف للذھبی ج1 ص412 رقم 1705 وتقریب التھذیب لابن حجر ص348 رقم 2108)

6۔إبراهيم بن يزيد النخعي أبوعمران الكوفي ثقہ ہیں (تقریب التھذیب لابن حجر ص118 رقم 372)

7۔علقمة بن قيس النخعي ثقہ ہیں (تقریب التھذیب لابن حجر ص689 رقم 4715)

8۔ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مومنوں کے سردار اور دوست، رسول اللہ ﷺ کے بھائی، ان کے داماد، اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سسر ہیں۔ اللہ ہمیں جنت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے آمین۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذات ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ و صدوق ہیں۔

ایک اعتراض: اس حدیث پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ ابراھیم نخعی رحمہ اللہ تدلیس کرتے تھے اور اس سند میں عنعنہ ہے۔لہذا یہ تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ابراھیم نخعی رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح الاعتقاد للبیھقی میں موجود ہیں۔امام بیھقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ , أنا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ جَابِرٍ , ثنا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى , ثنا شِهَابٌ يَعْنِي ابْنَ خِرَاشٍ ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ , عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ضَرَبَ عَلْقَمَةُ هَذَا الْمِنْبَرِ وَقَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَرَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذْكُرَهُ ثُمَّ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ نَاسًا يُفَضِّلونَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَلَوْ كُنْتُ تقَدَّمْتُ فِي ذَلِكَ لَعَاقَبْتُ فِيهِ وَلَكِنْ أَكْرَهُ الْعُقُوبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، وَمَنْ قَالَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ مُفْترٍ، عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي، إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَحْدَثْنَا بَعْدَهُمَا أَحْدَاثًا يَفْعلُ اللَّهُ فِيهَا، أَظُنُّهُ قَالَ: مَا أَحَبَّ. وَلِهَذَا شَوَاهِدُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرْنَاهَا فِي كِتَابِ الْفَضَائِلِ (الاعتقاد للبیھقی ص509 سندہ حسن)

ابراھیم نخعی رحمہ اللہ نے کہاقَالَ: ضَرَبَ عَلْقَمَةُ هَذَا الْمِنْبَرِ کے علقمہ نے اس منبر پر ہاتھ مارااور کہا۔۔۔الخ یعنی ابراھیم نخعی رحمہ اللہ نے براہ راست علقمہ رحمہ اللہ کو یہ کرتے ہوئے دیکھااور ان سے یہ بات سنی۔لہذا ثابت ہوا کہ یہ سند صحیح ہے۔

جواب دوم: یہ حدیث ابوجحیفہ، حکیم بن جبیر، عبد خیر، ابوھریرہ، ابن عباس، انس بن مالک، ھارون بن سلیمان، عمرو بن حریث، سوید بن غفلہ، عمرو بن شرجیل، عبد اللہ بن سلمہ، الحارث، ابوالجعد، مسعدہ البجلی، ھلال العتکی، عبد الرحمن الأصبھانی، ابو مخلد، ابراھیم، طلحہ بن مصرف، محمد بن علی الباقر، ابواسحاق، النزال بن سبرة، زید بن وہب، یحیی بن شداد، محمد بن حنفیہ، عبد اللہ بن سلمہ، ابوموسی، ابووائل، الحکم بن حجل، اسید بن صفوان (32 طرق) سے مروی ہے۔

لہذا یہ 32 طرق واسناد اس حدیث میں ابراھیم نخعی رحمہ اللہ کی تدلیس کا شبہ دور کر دیتے ہیں۔ یہ السنة کی سند حسن لذاتہ ہے اور یہ 32 طرق اس حدیث کو تقویت دے کر صحیح لغیرہ کر دیتے ہیں۔ والحمد للہ۔

تنبیہ: اس حدیث کے اور بھی بہت سے طرق ہیں لیکن فی الحال صرف 32 پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو محدث العصر امام و شیخ محمد ناصر الدین سلفی الالبانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا۔ دیکھیے ظلال الجنة في تخريج السنة

شیخ الاسلام و امام تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني **رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو جید کہا (مجموع الفتاوی ج28 ص474)**

شیخ الاسلام و محدث امام ابو بکر البیھقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا"

وَلِهَذَا شَوَاهِدُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ **یعنی اس کے بہت سے شواہد ہے علی رضی اللہ عنہ سے۔ اس طرح اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ (الاعتقاد للبیھقی ص 509)**

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس مفہوم کی احادیث کو امام ذھبی کے حوالے سے متواتر کہتے ہوئے کہا: وأخرج أحمد وغيره عن علي قال: خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر، وعمر، قال الذهبي: هذا متواتر عن علي، فلعن الله الرافضة

یعنی اس کا اخراج امام احمد نے سیدنا علی روایت کیا ہے کہ اس امت میں انبیاء کے بعد سب سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں اور ذھبی نے کہا کہ یہ متواتر ہے علی سے پس اللہ کی لعنت ہو رافضہ پر۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص39)

لہذا اس سارے کلام سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث متواتر اور صحیح ہے اور اس پر ہر طرح کا اعتراض مردود ہے۔

اسماعیل دیوبندی (رافضی) پر رد

ایک تقیہ باز رافضی نے اسی حدیث پر شبہ پیدا کرتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحسین پر اعتراض کیا اور کہا:

لیکن ہماری نظر میں شیخ البانی کی تحسین محل نظر ھے ، اسکی اسناد حسن نہیں ھے، شیخ البانی نے شھاب بن خراش پر جو کلام کیا ھے وہ بالکل صحیح ھے، مگر شیخ اس سند کے ایک اور راوی أبي معشر کو بھول گئے جن کا مکمل نام ھے، نجيح بن عبد الرحمن أبو معشر المدنی ، یہ ضعیف راوی ہیں۔الخ۔۔۔۔

پھر آگے چل کر رافضی نے لکھا۔۔۔

اور پھر اس روایت کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے بھی اسی سند کیساتھ روایت کیا ہے، روایت کی سند پر کلام کرتے ہوئے کتاب کے محقق وصی اللہ بن محمد لکھتے ہیں۔اسناده ضعيف لأجل أبي معشر و وهو نجيح المدني -

فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل// تحت حديث رقم 484 // -

لهذا أبي معشر کے ضعف کیوجہ سے اسناد کا ضعف ثابت ہوگیا جس کی بناء پر شیخ البانی کی تحسین کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

الجواب بعون الوهاب

سب سے پہلی بات اس حدیث میں تسامح الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ اسماعیل دیوبندی اور وصی اللہ بن عباس کا ہے۔کیونکہ اس کی سند میں ابو معشر سے مراد نجیح بن عبد الرحمن نہیں بلکہ زیاد بن کلیب ہے۔اس کے دلائل حاظر ہیں۔

1۔حجاج بن دینار زیاد بن کلیب سے ہی روایت کرتا ہے۔(تھذیب الکمال للمزی ج9 ص505)

2۔زیاد بن کلیب کے استادوں میں ابراھیم نخعی ہیں۔(ایضا)

3۔حجاج بن دینار کے استادوں میں ابو معشر التمیمی یعنی زیاد بن کلیب کا نام موجود ہے (تھذیب الکمال للمزی ج5 ص436)

4۔ نجیح بن عبد الرحمن سے روایت کرنے والوں میں حجاج بن دینار کا کوئی نام نہیں

(تھذیب الکمال للمزی ج29 ص324)

5۔ حجاج بن دینار کے استادوں میں نجیح بھی عبد الرحمن کا کوئی نام نہیں۔ (ایضا)

اب اس سند میں حجاج بن دینار ابو معشر سے روایت کر رہا ہے تو یہاں پر ابو معشر سے مراد زیاد بن کلیب ہی ہے کیونکہ حجاج بن دینار زیاد بن کلیب کا شاگرد ہے اور اس سے ہی روایت کرتا ہے۔

یہاں پر ابو معشر سے مراد نجیح بن عبد الرحمان قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ حجاج بن دینار اس سے روایت نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا سماع ثابت ہے۔

جب بھی اسناد میں راویوں کو تعین کیا جاتا ہے تو اس کا تعین روی عن اور روی عنه سے کیا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا ذکر حافظ ابن صلاح رحمہ نے مقدمہ ابن اصلاح میں ان الفاظ سے کیا۔

ثُمَّ إنّ مَا يُوجَدُ مِنَ المتَّفِقِ المفْتَرِقِ غَيْرَ مَقْرُونٍ ببيانٍ، فالمرادُ بِهِ قَدْ يُدْرِكُ بالنَّظَرِ فِي رِواياتِهِ، فكثيراً مَا يأتي مُمَيَّزاً فِي بَعْضِها وَقَدْ يُدْرِكُ بالنَّظَرِ فِي حالِ الرَّاوِي والمرْوِيِّ عَنْهُ

پھر جو المتفق والمفترق راوی (یعنی جن کے نام ملتے ہوں لیکن ہوں وہ جدا) وضاحت کے بغیر آئیں تو ان سے مراد جو راوی ہوتے ہیں بسا اوقات اس کی روایات سے پہچان لئے جاتے ہیں یعنی جمع طرق سے اکثر یہ راوی ایک دوسرے سے جدا ہی آتے ہیں بعض اسناد میں اور کبھی راوی اور مروی عنہ کے حالات دیکھنے سے پہچان ہو جاتی ہے۔(مقدمہ ابن صلاح۔ص364)

لہذا اس قاعدہ کی رو سے حجاج بن دینار کی وجہ سے یہاں ابو معشر سے مراد زیاد بن کلیب ہی قرار دیا جائے گا۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ وصی اللہ بن محمد کو اس سند کی تخریج اور تحقیق میں سہو ہو گیا ہے۔اور ان کی غلطی کی وجہ سے رافضی اسماعیل دیوبندی کو اہل سنت میں شبہ پیدا کرنے کا موقع ملا۔

ان دلائل کے بعد اب اس پر مزید بحث تو نہیں ہونی چاہیے لیکن اپنے موقف کی مزید تقویت کے لئے یہ دلیل حاظر ہے کہ یہی روایت الاعتقاد للبیھقی میں موجود ہے۔اور کتاب کے تین محققین عبد الرزاق عفيفي، عبد الرحمن بن صالح المحمود، اور أحمد بن إبراهيم أبو العينين نے اس کی سند میں ابو معشر سے مراد زیاد بن کلیب کو لیا اور اس

کی سند کو حسن قرار دیا۔ دیکھیے الاعتقاد للبیھقی ص509۔لہذا شیخ ناصر الدین البانی، عبد الرزاق عفيفي، عبد الرحمن بن صالح المحمود، اور أحمد بن إبراهيم أبو العينين کی گواہی کے بعد وصی اللہ بن محمد کی تحقیق کو چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد اسماعیل دیوبندی نے جتنی بھی روایات پر جرح کی اس سے یہ حسن لذات سند مزید قوی ہو گئی ہے اور صحیح لغیرہ کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

خلاصہ کلام: یہ حدیث متواتر اور صحیح ہے، اس کی سند حسن لذات ہے، اور ابو معشر زیاد بن کلیب ثقہ ہیں۔لہذا شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق بالکل صحیح ہے۔

وماعلینا الا البلاغ

ابو عبد الرحمن سلفی، احمد خلفان، ابو تراب سلفی

كتاب السنة

للحافظ أبي بكر عمرو بن أبي عاصم الضحاك بن مخلد الشيباني

المتوفى ٢٨٧ هـ

ومعه

ظلال الجنة في تخريج السنة

بقلم

محمد ناصر الدين الألباني

المكتب الإسلامي

أن يبين به أن لبشر فيه شيخين ، يرويه كلاهما عن الأعمش ، وقد سبق آنفاً تخريج من رواه عنهما .

٩٩٠ ـ ثنا أبو بكر ، حدثنا أبو معاوية ، عن الأعمش ، عن أبي صالح ، عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ :

لا تسبوا أصحابي مثله .

٩٩٠ ـ إسناده صحيح على شرط الشيخين ، وقد أخرجاه كما سبق بيانه قبل حديث .

٩٩١ ـ ثنا أبو بكر ، ثنا أبو معاوية ، عن الأعمش ، عن أبي صالح ، عن أبي سعيد قال:قال رسول الله ﷺ :

لا تسبوا أصحابي مثله .

٩٩١ ـ إسناده مكرر الذي قبله بالحرف الواحد ، فلا أدري لم أعاده ، وقد أخرجه مسلم بهذا الإسناد إلا أنه جعله من مسند أبي هريرة كما تقدم بيانه قبل حديثين ، فلعله كان في « الأصل « أبي هريرة » مكان « أبي سعيد » فظن الناسخ أنه خطأ وأن الصواب أنه من مسند أبي سعيد فأثبته ، فإن صدق ظنه ، فهو تصرف خاطىء لأن المصنف أراد بإعادة الإسناد بيان أن أبا بكر ـ وهو ابن أبي شيبة حدثه به مرة عن أبي سعيد ، وأخرى عن أبي هريرة ، والصواب الأول لاطباق الثقات على روايته كذلك عن الأعمش ، ومنهم أبو معاوية نفسه عند أبي داود الترمذي . والله أعلم .

٩٩٢ ـ قال أبو بكر بن أبي عاصم:أحسب ابن حموية زكريا بن يحيى ، حدثنا قال : ثنا إبراهيم بن سعد ، عن عبيدة بن أبي رابطة ، عن عبدالله بن عبد الرحمن ، عن عبدالله بن مغفل قال:قال رسول الله ﷺ :

اتقوا الله في أصحابي لا تتخذوهم غرَضاً من أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن أذاهم فقد أذاني ومن أذاني فقد أذى الله ومن أذى الله يوشك أن يأخذه .

٩٩٢ ـ إسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن عبد الرحمن . ويقال عبد الرحمن بن زياد ، وقد تكلمت عليه وخرجت حديثه في « الضعيفة » (٢٩٠١) .

٩٩٣ ـ حدثنا أبو علي الحسن بن البزار ، حدثنا الهيثم بن خارجة ، ثنا

شهاب بن خِراش عن حجاج بن دينار ، عن أبي معشر ، عن إبراهيم ، عن علقمة قال:سمعت علياً على المنبر فضرب بيده على منبر الكوفة يقول : بلغني أن قوماً يفضلوني على أبي بكر وعمر ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت فيه ولكني أكره العقوبة قبل التقدمة ، من قال شيئاً من هذا فهو مفتر ، عليه ما على المفتري أن خيرة الناس رسول الله ﷺ وبعد رسول الله ﷺ أبو بكر ثم عمر وقد أحدثنا أحداثاً يقضي الله فيها ما أحب .

٩٩٣ ـ إسناده حسن ، ورجاله ثقات على خلاف في شهاب بن خراش من قبل حفظه ، وقد رمز الذهبي لحديثه بالصحة ، وقال : « صدوق مشهور له ما يستنكر » . وقال الحافظ :

« صدوق يخطىء » .

والحديث أخرجه عبدالله بن أحمد (١/ ١٢٧) : حدثني أبو صالح الحكم بن موسى : حدثنا شهاب بن خراش به .

ثم أخرجه بهذا الإسناد عن الحجاج بن دينار إلا أنه قال : عن حصين بن عبد الرحمن عن أبي جحيفة به نحوه دون قوله في آخره :

« وقد أحدثنا . . . » .

وله شاهد قوي من طريق المسيب بن عبد خير عن أبيه قال :

« قام علي فقال : خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر وعمر ، وإنما قد أحدثنا بعدهم أحداثاً يقضي الله تعالى فيها ما شاء » .

أخرجه عبدالله (١/ ١١٥ و١٢٥) .

وهذا إسناد صحيح .

ولأصل الحديث طرق كثيرة جداً عن علي منها عن ابنه محمد بن الحنفية قال :
«قلت لأبي : أي الناس خير بعد النبي ﷺ ؟ قال : أبو بكر . قلت : ثم من ؟ قال : عمر . وخشيت ان يقول : عثمان ، قلت : ثم أنت ، قال : ما أنا إلا رجل من المسلمين » .

أخرجه البخاري (٢/ ٤٢٢) وأبو داود (٤٦٢٩) .

وراجع سائر الطرق إن شئت في « المسند » (١/ ١٠٦ و١١٠ و١١٢ و١١٣ و١١٤

الكاشف

في معرفة من له رواية في الكتب الستة

للإمام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي

ولد سنة ٦٧٣ - وتوفي سنة ٧٤٨هـ

وحاشيته

للإمام برهان الدين أبي الوفاء إبراهيم بن محمد سبط ابن العجمي الحلبي

ولد سنة ٧٥٣ - وتوفي سنة ٨٤١هـ

رحمهما الله تعالى

قابلهما بأصل مؤلفيهما

وقدم لهما وعلق عليهما

محمد عوامة

وخرج نصوصهما

أحمد محمد نمر الخطيب

دار القبلة للثقافة الإسلامية

جدة

مؤسسة علوم القرآن

جدة

السرَّاج، والبخاريُّ ، وقال في «الصحيح»: حدثنا الحسن، حدثنا إسماعيل بن الخليل، فقيل: هو هو، ينظُر بالبخاري، عاش ٤٩ سنة، ومات ٢٤٤. ت. ٣٠/أ

١٠٣٦ ـ الحسن بن شَوْكَر البغداديُّ، عن إسماعيل بن جعفر، وهُشَيم، وعنه أبو داود، والهيثم بن خَلَف، ثقة. د.

١٠٣٧ ـ الحسن بن صالح بن صالح بن حَيٍّ الهَمْدانيُّ، الفقيه، أبو عبد الله، أحد الأعلام، عن سِمَاك، وعمرو بن دينار، وقيس بن مسلم، وعنه يحيى بن آدم، وأحمد بن يونس، وعلي بن الجَعْد، صدوق عابد متشيِّع، توفي ١٦٩. م ٤.

١٠٣٨ ـ الحسن بن الصبَّاح الواسطيُّ، ثم البغداديُّ، البزَّار، أحد الأعلام، عن ابن عُيينة، ومَعْن، وعنه البخاريُّ، وأبو داود، والترمذي، والمحامِليُّ، وأُمَم، قال أحمد: ثقة صاحب سنَّة، وقال أبو حاتم: صدوق له جلالة عجيبة ببغداد، مات ٢٤٩. خ د ت.

١٠٣٩ ـ الحسن بن عبد الله العُرَنيُّ الكوفي، عن ابن عباس، وعَلْقمة، وعنه الحكم، وسَلَمة بن كُهَيل، ثقة. خ م د س ق.

١٠٤٠ ـ الحسن بن عبد العزيز الجُذاميُّ المصريُّ الجَرَويُّ، وهي من قُرى تِنِّيس، سمع عمرو بن أبي

= هنا].

قلت: نصُّ المصنف هنا أمامك، ونصُّه في «التذكرة» ٢: ٥٤٢: «مات في نصف شوال سنة أربع وأربعين ومائتين»، ونصُّه في «العبر» في وفَيَات سنة أربع وأربعين ومائتين: ١: ٣٤٨: «وفيها: الحسن بن شجاع.. في شوال». فلا تناقض أبداً، لكن لما رأى السبطُ ابنَ عبد الهادي ذكر أنه توفي سنة ٢٤٥، بناه على ما علمه من عادة ابن عبد الهادي أنه لا يأتي بجديد على ما عند المصنف، فظنَّ التناقض، وكأن السبط لم يكن عنده نسخة من «تذكرة الحفاظ» للمصنف ليرجع إليها ويتثبت؟.

«صحيح البخاري»: كتاب التفسير ـ سورة الزمر: باب قوله تعالى: ﴿ونُفِخَ في الصُّور فَصَعق مَنْ في السموات..﴾ ٨: ٥٥١ (٤٨١٣). وفي «التقريب» (١٢٤٨): «أحد الحفاظ» أثنى الإمام أحمد وغيره عليه كثيراً، فهو ثقة، وإن لم يصرح الحافظ به.

١٠٣٦ ـ «ثقة»: في «التقريب» (١٢٤٩): «صدوق». ولم يُذْكَر إلا أن ابن حبان ذكره في «الثقات» ٨: ١٧٦.

١٠٣٧ ـ «صدوق..»: بل: ثقة، وثقه أحمد وابن معين وقال مرة: ثقة مأمون، والنسائي، وأبو حاتم وقال: ثقة متقن حافظ، وغيرهم. انظر «تاريخ ابن معين» رواية الدوري ٢: ١١٤ (١٢٦٣) و«سؤالات» ابن الجنيد (٤٥٥)، و«الجرح» ٣ (٦٨)، والتهذيبين.

١٠٣٨ ـ «خ د ت»: زاد الحافظ في رموزه في كتابيه: «س» وقال في «التهذيب» ٢: ٢٩٠ آخر ترجمته: «روى النسائي عنه في «السنن الكبرى» أحاديث في الحدود وغيرها». وقول أبي حاتم مذكور في «الجرح» ٣ (٧٨).

١٠٣٩ ـ كتب السبط فوق رمز البخاري: [مقرون]. وهو كذلك مصرَّح به في التهذيبين.

وحديثه في كتاب الطب ـ باب المنّ شفاء للعين ١٠: ١٦٣ (٥٧٠٨) متابعة لعبد الملك بن عمير.

١٠٤٠ ـ [... نسبة إلى قرية، إلى آخره: فيه نظر، لأن ابن ماكولا قال: إنه نسبة إلى جده، لا إلى قرية، وفي كتاب الرشاطي: وممن ينسَبُ إلى جُرَي بن عوف الجُذامي: الحسن بن عبد العزيز الجَرَوي، قال: وقول ابن ماكولا عندي قوي، لأنه ذكر أنه منسوب إلى جُري. وقال السمعاني: الجَرَوي، بفتح الجيم والراء، =

تقريب التهذيب

تأليف

الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

مع التوضيح والإضافة من كلام

الحافظين المزي وابن حجر أو من مآخذهم

حققه وعلق عليه ووضحه وأضاف إليه

أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني

تقديم

بكر بن عبد الله أبو زيد

دار العاصمة

للنشر والتوزيع

٧٤١٠	مد	الهيثم بن حبيب الصيرفي، الكوفي، صدوق، من السادسة، [ذكره عبد الغني ولم يذكره من أخرج له، قال المزي: يشبه أن يكون له في المراسيل، فيرقم له «مد»][١].
٧٤١١	تمييز	الهيثم بن حبيب، شيخ لمحمد بن رزيق، شيخ الطبراني، متروك، من العاشرة.
٧٤١٢	٤	الهيثم بن حميد الغساني مولاهم، أبو أحمد أو أبو الحارث، صدوق رمي بالقدر، من السابعة.
٧٤١٣	س	الهيثم بن حيان، بالتحتانية، أبو اليسع البعلبكي، مقبول، من الحادية عشرة.
٧٤١٤	خ س ق	الهيثم بن خارجة [المروذي][٢]، أبو أحمد أو أبو يحيى، نزيل بغداد، صدوق، من كبار العاشرة، مات سنة سبع وعشرين في آخر يوم منها.
٧٤١٥	د	الهيثم بن خالد، ويقال: [ابن جُناد][٣]، بجيم ونون، الجهني، أبو الحسن الكوفي، ثقة، من الحادية عشرة، مات سنة تسع وثلاثين.
٧٤١٦	تمييز	الهيثم بن خالد البجلي، الكوفي [الخشّاب][٤]، متروك، من العاشرة، مات سنة [سبع وثلاثين وقيل بعد ذلك][٥].
٧٤١٧	تمييز	الهيثم بن خالد بن [يزيد][٦]، أبو صالح الكوفي، ورّاق أبي نعيم [٥٤٣٦]، [ثقة][٧]، من الحادية عشرة، مات سنة ثمان وسبعين.

(١) كذا في أكثر النسخ المطبوعة. وسقط من «ز» و«ق». وفي «نسخة المصنف»: «ذكره عبد الغني ولم يذكر من أخرج له، وجوز المزي أن يكون له في مد».

(٢) كذا في «نسخة المصنف» و«ح» و«التهذيبين». وفي بقية النسخ: «المروزي».

(٣) في بعض النسخ المطبوعة: «ابن جنان»، وهو خطأ مطبعي.

(٤) سقط من «ل». وفي «هـ»: «الحساب»، وكلاهما من الأخطاء المطبعية.

(٥) كذا في أكثر النسخ، وهو الصواب. وفي «د» و«م» و«هـ»: «ثمان وسبعين»، وهو من الأخطاء المطبعية.

(٦) نسخة على هامش «ل»: «زيد»، وهذه النسخة خطأ.

(٧) سقط من «ق».

الكاشف

في معرفة من له رواية في الكتب الستة

للإمام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي

ولد سنة ٦٧٣ - وتوفي سنة ٧٤٨ هـ

وحاشيته

للإمام برهان الدين أبي الوفاء إبراهيم بن محمد سبط ابن العجمي الحلبي

ولد سنة ٧٥٣ - وتوفي سنة ٨٤١ هـ

رحمهما الله تعالى

قابلهما بأصل مؤلفيهما

وقدم لهما وعلق عليهما

محمد عوامة

وخرج نصوصهما

أحمد محمد نمر الخطيب

دار القبلة للثقافة الإسلامية
جدة

مؤسسة علوم القرآن
جدة

٢٣٠٨ ـ شِمْر بن عطيَّة الأَسَديُّ، عن زِرِّ، وشَهْر، وعنه فِطْر، وقيس بن الربيع، وثَّقه النسائي. ت.

٢٣٠٩ ـ شَمْعون أبو ريحانة الأزديُّ، صحابيٌّ شاميٌّ، عنه الهيثم بن شُفَي، ومجاهد، وكان ورعاً يقصُّ المغازي. د س ق.

٢٣١٠ ـ شُمَير بن عبدِ المَدَان، عن أبيضَ المَأْرِبيِّ، وعنه سُميُّ بن قيس، لا يعرف. د ت.

٢٣١١ ـ شهاب بن خِراش بن حَوْشَب الواسطيُّ، شيخُ الرَّمْلة، عن عمِّه العوَّام، وعمرو بن قُرَّة، وقتادة، وعنه آدم وعلي بن حُجْر، وقتيبة، وثَّقه جماعة، قال ابن مَهدي: لم أرَ أحداً أحسن وَصْفاً للسنَّة منه، وقال ابن عديٍّ: له بعضُ ما يُنكَر. د.

٢٣١٢ ـ شهاب بن عبَّاد أبو عمر العَبْديُّ الكوفيُّ، عن حماد بن سلمة، وشَرِيك، وعنه البخاري، ومسلم، وأحمد، وعلي البَغَويُّ، توفي ٢٢٤. خ م ت ق.

٢٣١٣ ـ شهابٌ، صحابيٌّ، عنه ابنه كُلَيب أبو عاصم. ت.

٢٣١٤ ـ شَهْر بن حَوْشَب الشاميُّ، عن مولاته أسماء بنت يزيد، وأبي هريرة، وابن عباس، وعنه مَطَرٌ

٢٣٠٨ ـ [وذكره ابن حبان في «الثقات».].

«الثقات» ٦: ٤٥٠. ووثقه ابن سعد ٦: ٣١٠. وابن معين في رواية عثمان الدارمي (٤١٧)، والعجلي، كما في «التهذيب» ـ وليس في المطبوع شيء ـ وابن نمير، كما في «التهذيب» أيضاً. فهؤلاء خمسة، يضاف إليهم النسائي الذي ذكره المصنف، ومع ذلك قال في «التقريب» (٢٨٢١): «صدوق»!! وليس فيه غير ذلك.

ثم إن شِمْراً: بكسر الشين وسكون الميم، هكذا ضبطه في «التقريب»، وقال في «التبصير» ٢: ٧٨٨: «شِمْر: بالكسر وسكون الميم، ظاهر» ولم يذكر: شَمِر، فدلَّ على أنه لا يوجد ولا يضبط به، والله أعلم.

٢٣٠٩ ـ [شمعون: بشينٍ وغينٍ معجمتين. قال المصنف في «المشتبه»: قال ابن يونس: وهذا أصح، ولكن ابن الصلاح في «علوم الحديث» قدَّم إهمال العين ثم قال: ويقال، وساق كلام ابن يونس معزواً إليه.].

«المشتبه» للذهبي ٢: ٤٠٠، «مقدمة علوم الحديث» لابن الصلاح النوع التاسع والأربعون ص ٣١٧.

٢٣١٠ ـ (٢٨٢٣): «مقبول».

٢٣١١ ـ «الكامل» ٤: ١٣٥٠. وفي «التقريب» (٢٨٢٥): «صدوق يخطىء».

٢٣١٢ ـ (٢٨٢٦): «ثقة».

٢٣١٤ ـ [اعلم أن كلام الناس في شهرٍ لا يَسعُه هذا المكان جرحاً وتعديلاً، وقد صحَّح عليه المؤلف في «ميزانه».

واعلم أنه قد أرسل عن جماعة، منهم: تميمٌ الداريُّ، وأبو ذرٍّ، وسلمان، ومعاذ بن جبل، وبلال، وأبو الدرداء، وسمع من أمِّ الدرداء عنه، ولا من عمرو بن عَبَسة، ولم يلقَ عبد الله بن سَلَام، وروايته عن كعب الأحبار مرسلة، وقال أبو زرعة: لم يلقَ عمرو بن عَبَسة. وقد ذكر في «التهذيب» بعض هؤلاء، ولم ينبِّه على أنه مرسل. وهذا من كلام العلائي في «مراسيله».

حسَّن لشهرٍ الترمذيُّ في «جامعه». وقد توفي شهرٌ سنة مائة، وقيل: سنة إحدى عشرة ومائة، وقيل: سنة اثنتي عشرة ومائة. ذكرها المؤلف في «ميزانه».].

«الميزان» ٢ (٣٧٥٦)، «المراسيل» لابن أبي حاتم (١٤١)، «تهذيب الكمال» ١٢: ٥٧٩، «جامع التحصيل» ١٩٧ (٢٩١)، «سنن الترمذي» ١: ٤٦ (٣٧)، ٦: ٢٦١ (٢٠٦٨)، ٦: ٢٩٢ (٢١١٨)، ٨: ٣٥٠ (٣٢١٣)، ٩: ١٨٧ (٣٥٢٥).

* ـ حجاج بن حجاج الأسلميُّ، عن أبيه، وعنه شعبة، لم يخرِّجوا له.

٩٣١ ـ حجاج بن حجاج الباهليُّ البصريُّ الأحول، عن الفَرَزْدق، وقتادة، وعدَّة، وعنه إبراهيم بن طَهْمان، ويزيد بن زُرَيع، وثَّقوه، توفي ١٣١، وله ألقاب: حجاجُ الأسود، والقَسْمَلي، وزِقُّ العَسَل، وقيل: هما اثنان. خ م د س ق.

٩٣٢ ـ حجاج بن حسان الباهليُّ، عن أنس، وعكرمة، وعنه القطان، والتَّبُوْذكيُّ، صدوق. د.

٩٣٣ ـ حجاج بن دينار الواسطيُّ، عن معاوية بن قُرَّة، والحكم، وعنه شعبة، ويَعْلى بن عبيد، وعدَّة، صدوق. د ت ق.

٩٣٤ ـ حجاج بن أبي زينب الواسطيُّ، الصَّيْقَل، عن أبي عثمان النَّهْديِّ، وأبي سفيان، وعنه ابن مَهدي، ويزيد، ضعَّفه ابن المديني، ومشَّاه النسائي. م د س ق.

٩٣٥ ـ حجاج بن شداد الصنعانيُّ، عن أبي صالح سعيد الغفاريِّ، وعنه حَيْوَة، وابن لَهِيعة. د.

٩٣٦ ـ حجَّاج بن عاصم المُحَاربيُّ، قاضي الكوفة، عن أبي الأسود، وعنه شعبة. س.

٩٣٧ ـ حجاج بن عُبيد، أو ابن أبي عبد الله، عن رجل، وعنه ليث بن أبي سُلَيم، مجهول. د ق.

---

* ـ (١١٢٢): «مجهول». وانظر التعليقة السابقة.

٩٣١ ـ ويقال له: الحجاج بن أبي الحجاج الباهلي، كما حكاه عبد الله عن أبيه الإمام أحمد في «العلل» ١ (١٢٣٩) ولم يذكر هذه الشهرة له المزي في «التهذيب» ٥: ٥٣١.

وفرق ابن أبي حاتم بين الباهلي هذا، وبين الأسودِ القَسْمليِّ زِقِّ العسل، انظره ٣ (٦٧٨) و (٦٨٤). وفي هذا الموضع الثاني سقط يصحح على ما جاء عند المزي ٥: ٤٣٤ ويؤيده ما في «العلل» للإمام أحمد ١ (١٢٣٦) ورواية الدوري عن ابن معين ٢: ١٠١ (٣٣٧٨).

٩٣٢ ـ **[هذا الاسم ليس في نسخة صحيحة مقروءة، وهو الصواب، لأن أبا داود روى له في المراسيل، والذهبي لم يخرج في هذا المؤلَّف إلا رجال الكتب الستة].**

قلت: نعم، لكن هذه النسخة المقروءة يبدو أنها أُخذت عن نسخة المصنف في وقت مبكر، ذلك أن المصنف ألحق هذه الترجمة على الحاشية، فالظاهر أنه ألحقها في وقت متأخر بعد أن أخِذ الكتاب عنه، وهذه من فوائد الرجوع إلى أصل المؤلف للكتاب، إذ أنه يعطي الصورة الأخيرة عنه. والحديث في أبي داود: كتاب الترجُّل ـ باب في الرخصة في الذؤابة ٤: ٤١٢ (٤١٩٧)، وسيأتي ذكر حجاج هذا في ترجمة أخته المغيرة بنت حسان وكانت أكبر منه، فإنها أدخلته ـ كما في الحديث المشار إليه ـ على أنس رضي الله عنه، وعلى الحجاج ذؤابتان، فأمرها بحلقهما أو قصِّهما، لأنهما من زِيِّ اليهود.

هذا، ومما ينبه إليه أن المزي ألحق في نسخته من «التهذيب» على الحاشية أن أبا داود روى للحجاج في سننه، كما أفاده الدكتور بشار، لكن ابن حجر في كتابَيْه رمز له (مد) مع أنه صرح في «تهذيبه» ٢: ٩ أنه وقف على نسخة المزي من «التهذيب»، فكيف لم ير هذا الإلحاق؟.

ولا أدري هل رآه الذهبي فاستفاده منه هنا، أو أنه انتباه شخصي منه؟ يبدو لي الاحتمال الثاني ـ والله أعلم ـ دلَّني عليه أنه في «تذهيبه» ١: ١٥٠/ب رمز له (مد)، فكأنه تابعه هناك، وتنبَّه له هنا.

٩٣٤ ـ (١١٢٦): «صدوق يخطىء».

٩٣٥ ـ (١١٢٧): «مقبول» وهو من صنعاء دمشق، لا صنعاء اليمن.

٩٣٦ ـ (١١٢٩): «ليس به بأس».

تقريب التهذيب

تأليف

الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

مع التوضيح والإضافة من كلام

الحافظين المزي وابن حجر أو من مآخذهم

حققه وعلق عليه ووضحه وأضاف إليه

أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني

تقديم

بكر بن عبد الله أبو زيد

دار العاصمة

للنشر والتوزيع

٢١٠٨ م د ت س زياد بن كُليب الحنظلي، أبو معشر الكوفي، **ثقة**، من السادسة، مات سنة تسع عشرة أو عشرين.

٢١٠٩ ق زياد بن لَبيد بن ثعلبة الأنصاري، الخزرجي، أبو عبد الله، [صحابي][1]، شهد بدراً، وكان عاملاً على حضرموت لما مات النبي ﷺ، مات سنة إحدى وأربعين.

٢١١٠ بخ د زياد بن مخراق، بكسر الميم وسكون المعجمة، المزني مولاهم، أبو الحارث البصري، **ثقة**، من الخامسة.

٢١١١ ق زياد بن أبي مريم الجزري، **وثقه العجلي**، من السادسة، **ولم يثبت سماعه من أبي موسى**، وجزم أهل بلده بأنه غير ابن الجراح [٢٠٧٢].

٢١١٢ مد زياد بن مسلم أو ابن أبي مسلم، أبو عمر[2] الفراء البصري، الصّفار، **صدوق فيه لين**، من السابعة.

ز٢١١٢/١ م د ت ق (زياد بن مطر، هو عبد الله بن مطر، يأتي [٣٦٤٨]).

٢١١٣ ت زياد بن المنذر، أبو الجارود الأعمى، الكوفي، **رافضي**، **كذبه يحيى ابن مَعين**، من السابعة، مات بعد الخمسين.

ز٢١١٣/١ م ت ق (زياد بن ميسرة، هو زياد بن أبي زياد، تقدم [٢٠٨٧]).

٢١١٤ ت ق زياد بن مينا، **مقبول**، من الثالثة.

٢١١٥ خت زياد بن نافع التّجيبي، [المصري][3]، **مقبول**، من الخامسة.

٢١١٥/١ د ت ق زياد بن نعيم، **في زياد بن ربيعة** [٢٠٨٤].

---

(١) زيادة من «د» و«ل» و«م» و«هـ» و«هد».

(٢) كذا في «المخطوطة» و«التهذيبين»، وهو الصواب، راجع «الأسامي والكنى» للإمام أحمد: (ص١٢٣). ترجمة ٣٨٠. وفي «د» و«ل» و«م» و«هـ» و«هد»: «أبو عمرو»، بفتح العين، وهو خطأ مطبعي.

(٣) سقط من «د» و«م» و«هـ».

١/٢٦٨	خ ٤	إبراهيم بن أبي الوزير، هو ابن عمر، تقدم [٢٢٤].
٢٦٩	تم س	إبراهيم بن هارون البلخي العابد، صدوق، من الحادية عشرة.
٢٧٠	ت	إبراهيم بن يحيى بن محمد بن عَبَّاد بن هانىء الشَجَري، بفتح المعجمة والجيم، لين الحديث، من العاشرة.
٢٧١	ع	إبراهيم بن يزيد بن شَريك التيمي، يكنى أبا أسماء الكوفي العابد، ثقة إلا أنه يرسل ويدلس، من الخامسة، مات (دون المائة) سنة اثنتين وتسعين، وله أربعون سنة.
٢٧٢	ع	إبراهيم بن يزيد بن قيس بن الأسود النخعي، أبو عمران الكوفي الفقيه، ثقة إلا أنه يرسل كثيراً، من الخامسة، مات (دون المائة) سنة ست وتسعين، وهو ابن خمسين أو نحوها.
٢٧٣	س	إبراهيم بن يزيد بن مَرْدَانبه، بنون ثم موحدة[1]، المخزومي مولاهم، صدوق، من السابعة.
٢٧٤	ت ق	إبراهيم بن يزيد الخُوزي، بضم المعجمة وبالزاي، أبو إسماعيل المكي، مولى بني أميَّة، متروك الحديث، من السابعة، مات سنة إحدى وخمسين.
٢٧٥	د ت س	إبراهيم بن يعقوب بن إسحاق الجُوزَجَاني، بضم الجيم الأولى وزاي وجيم، نَزِيل دِمَشْق، ثقة حافظ رُمِيَ بالنَّصْب، من الحادية عشرة، مات سنة تسع وخمسين.
٢٧٦	خ م د ت س	إبراهيم بن يوسف بن إسحاق بن أبي إسحاق السَّبِيعي، صدوق يَهِمُ، من السابعة، مات سنة ثمان وتسعين.
٢٧٧	س	إبراهيم بن يوسف بن ميمون الباهلي، البلخي، المَاكِيانِي، بكسر الكاف بعدها تحتانية، صدوق، نقموا عليه الإرجاء، من العاشرة، مات سنة أربعين أو قبلها.

(١) لعل «مردان به» كلمة فارسية، فحينئذ النون ساكنة، ولعل معناها: رجل طيب ـ والله أعلم.

٤٧١٥ ع علقمة بن قيس بن عبد الله النَخَعي، الكوفي، ثقة ثبْت فقيه عابد، من الثانية، مات بعد الستين، وقيل: بعد السبعين.

٤٧١٦ ع علقمة بن مَرْثَد، بفتح الميم وسكون الراء بعدها مثلثة، الحضرمي، أبو الحارث الكوفي، ثقة، من السادسة.

٤٧١٧ ق علقمة بن نَضْلة، بفتح النون وسكون المعجمة، المكي، كناني، وقيل: كِندي، تابعي صغير، مقبول، أخطأ من عده في الصحابة.

٤٧١٨ ى م ٤ علقمة بن وائل بن حُجْر، بضم المهملة وسكون الجيم، الحضرمي، الكوفي، صدوق إلا أنه لم يسمع من أبيه[1]، (من الثالثة).

٤٧١٩ ع علقمة بن وقّاص، بتشديد القاف، الليثي، المدني، ثقة ثبْت، من الثانية، أخطأ من زعم أن له صحبة، وقيل: إنه ولد في عهد النبي ﷺ، مات في خلافة عبد الملك.

ذكر من اسمه «عليّ»
وكل من لم أذكر له كنية فكنيته «أبو الحسن»
[أ]

٤٧٢٠ خ عَليّ بن إبراهيم الواسطي، نزيل بغداد، صدوق، من الحادية عشرة، مات سنة أربع وسبعين، ويقال: إن شيخ البخاري إنما هو على بن عبد الله بن إبراهيم الآتي [٤٧٩٣]، فنسبه إلى جده، أو هو ابن إشْكَاب الآتي قريباً [٤٧٤٧].

---

(١) قال الأمير علي: إنه سمع أباه كما نص الترمذي في «باب المرأة استكرهت على الزنا» بقوله: علقمة ابن وائل سمع من أبيه، وهو أكبر من عبد الجبار بن وائل الذي لم يسمع من أبيه ـ انتهى. وعدم السماع إنما يستلزمه قول يحيى بن معين فيما ذكره الذهبي ولعله لم يثبت فإن الإمام مسلماً روى في منع سب الدهر حديثه عن أبيه، وعليه الجمهور، فالله تعالى أعلم ـ انتهى كلامه. قلت: وقد صرح البخاري في تاريخه وغيره أنه سمع من أبيه.

الاعتقاد

والهداية إلى سبيل الرشاد

للحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين

ابن علي بن موسى البيهقي

رحمه الله

علق عليه

سماحة الشيخ عبد الرزاق عفيفي

رحمه الله

قدم له وعلق عليه

فضيلة الشيخ عبد الرحمن بن صالح المحمود

حققه وعلق عليه

أبو عبد الله أحمد بن إبراهيم أبو العينين

لأول مرة محققة على خمس نسخ

دار الفضيلة

أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان ، أنا أحمد بن عبيد الصفار ، ثنا محمد بن الفضل بن جابر ، ثنا الحكم بن موسى ، ثنا شهاب يعني ابن خراش ، ثنا الحجاج ابن دينار ، عن أبي معشر ، عن إبراهيم قال : ضرب علقمة هذا المنبر ، وقال : خطبنا علي على هذا المنبر ، فحمد الله وأثنى عليه ، وذكر ما شاء الله أن يذكره ، ثم قال : بلغني أن ناسًا يفضلونني على أبي بكر وعمر ، ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت فيه ، ولكن أكره العقوبة قبل التقدم ، ومن قال شيئًا من ذلك فهو مفتر ، عليه ما على المفتري ، إن خير الناس بعد رسول الله ﷺ أبو بكر وعمر وأحدثنا بعدهما أحداثًا يفعل الله فيها ؛ أظنه قال ما أحب[1] .

ولهذا شواهد عن علي رضي الله عنه ذكرناها في « كتاب الفضائل » .

= كلهم من طريق قيس الخارفي عن علي به .

ورواه عبد الله بن أحمد في « زيادات الفضائل » (٤٤٩) ، والقطيعي فيه أيضًا (٥٨٦) ، من وجهين فيهما ضعف عن أبي هاشم فسماه سعيد بن قيس ، ورواية الجماعة أصح .

وقيس قال في « التقريب » : مقبول ، وهو متابع .

فقد رواه أحمد (١ / ١١٢) ، وفي « فضائل الصحابة » (٢٤٢) ، وعبد الله ابنه في « السنة » (١٣١٩) ، وابن أبي عاصم في « السنة » (١٢٠٨) ، والطبراني في «الأوسط » (١٦٣٩) ، وأبو نعيم في «الحلية » (٥ / ٧٤-٧٥) ، والقطيعي في « جزء الألف دينار » (٤٢) ، (٤٣) .

كلهم من طرق ، عن عبد خير ، عن علي به ، وعبد خير ثقة .

وقال الهيثمي في « مجمع الزوائد » (٩ / ٥٤) : رواه الطبراني في «الأوسط » ورجال أحمد ثقات .

ورواه أحمد (١ / ١٤٧) ، وفي « فضائل الصحابة » (٢٤٣) ، وابنه عبد الله في « السنة » (١٣٢٨ ، ١٣٣٥) .

كلهم من طريق شريك ، عن الأسود بن قيس ، عن عمرو بن سفيان ، عن علي به .

ورواه الآجري (١٨٨١) فسماه عمرو بن قيس .

وشريك هو النخعي فيه ضعف ، وعمرو بن سفيان مقبول .

والحديث صحيح من الطريق قبل هذه والطريقان الآخران يقويانه ، والله أعلم .

(١) إسناده حسن ، وهو شاهد لما قبله .

فحجاج بن دينار ، قال في « التقريب » : لا بأس به . وأبو معشر هو زياد بن كليب : ثقة . =

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، أنا أبو العباس القاسم بن القاسم السياري بمرو ، ثنا أبو الموجه ، أخبرنا عبدان ، أنا عبد الله بن المبارك ، عن عمر بن سعيد ، عن ابن أبي مليكة قال : سمعت ابن عباس يقول : لما وضع عمر على سريره فتكنفه الناس يدعون ويصلون ، فلم يرعني إلا رجل أخذ بمنكبي فالتفت ، فإذا علي بن أبي طالب فقال : والله ما خلفت أحداً أحب إليَّ أن ألقى الله بمثل عمله منك ، وإن كنت لأرجو أن يجعلك الله مع صاحبيك ، إن كنت أسمع النبي ﷺ يقول : ذهبت أنا وأبو بكر وعمر ، وخرجت أنا وأبو بكر وعمر ، ودخلت أنا وأبو بكر وعمر ، فإن كنت لأرجو أن يجعلك الله معهما[1] .

ورواه أيضًا جعفر بن محمد بن علي ، عن أبيه ، عن جابر ، عن علي مختصراً .

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، ثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ ، ثنا أبو العباس أحمد بن خالد الدامغاني ، ثنا أبو مصعب الزهري ، ثنا عبد العزيز بن أبي حازم ، عن أبيه أنه قال : ما رأيت هاشميًا أفقه من علي بن الحسين ، سمعت علي بن الحسين وهو يسأل : كيف كانت منزلة أبي بكر وعمر عند رسول الله ﷺ؟ فأشار بيده إلى القبر ، ثم قال : منزلتهما منه الساعة .

= ورواه عبد الله بن أحمد في « فضائل الصحابة » (٤٨٤) ، وفي « السنة » (١٣٩٤) ، وفي «زوائد المسند » (١ / ١٢٧) ، وابن أبي عاصم في « السنة » (٩٩٣) ، واللالكائي (٢٦٧٨) .

(١) حديث صحيح .

ورواه البخاري (٣٦٧٧ ، ٣٦٨٥) ، ومسلم (٢٣٨٩) ، والنسائي في «الكبرى » (٨١١٥) ، وابن ماجة (٩٨) ، وأحمد (١ / ١١٢) ، وفي « فضائل الصحابة » (٣٢٧) ، وابن أبي عاصم في « السنة » (١٢١٠) ، وابن المبارك في مسنده (٢٥٤) ، والآجري في « الشريعة » (١٣٩٢) ، واللالكائي (٢٤٥٤) ، وأبو نعيم في «الإمامة » (٦٩) ، والبغوي في « شرح السنة » (٣٧٨٤) ، والحاكم (٣ / ٦٨) ، وقال : صحيح على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه .

وقد وهم في ذلك فقد أخرجاه كما مضى .

وأخرجه الخلال في « السنة » (٣٥٨) ، وسقط من إسناده ابن عباس ، وهو مخالف لسائر الروايات .

«قدّس الله روحه»

جمع وترتيب

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم «رحمه الله»

وساعده ابنه محمد «وفقه الله»

المجلد الثامن والعشرون

طبع بأمر

خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز آل سعود

أجزل الله مثوبته

أنه حرق غالية الرافضة الذين اعتقدوا فيه الإلهية . وروى عنه بأسانيد جيدة أنه قال : لا أوتى بأحد يفضلني على أبي بكر وعمر إلا جلدته حد المفتري . وعنه أنه طلب عبد الله بن سبأ لما بلغه أنه سب أبا بكر وعمر ليقتله فهرب منه .

وعمر بن الخطاب رضي الله عنه أمر برجل فضله على أبي بكر أن يجلد لذلك . وقال عمر رضي الله عنه لصبيغ بن عسل ؛ لما ظن أنه من الخوارج : لو وجدتك محلوقا لضربت الذي فيه عيناك .

فهذه سنة أمير المؤمنين علي وغيره ، قد أمر بعقوبة الشيعة : الأصناف الثلاثة ، وأخفهم المفضلة . فأمر هو وعمر بجلدهم . والغالية يقتلون باتفاق المسلمين ، وهم الذين يعتقدون الإلهية والنبوة فى علي وغيره ، مثل النصيرية والإسماعيلية الذين يقال لهم : بيت صاد ، وبيت سين ، ومن دخل فيهم من المعطلة الذين ينكرون وجود الصانع ، أو ينكرون القيامة ، أو ينكرون ظواهر الشريعة : مثل الصلوات الخمس ، وصيام شهر رمضان ، وحج البيت الحرام ، ويتأولون ذلك على معرفة أسرارهم ، وكتمان أسرارهم ، وزيارة شيوخهم . ويرون أن الخمر حلال لهم ، ونكاح ذوات المحارم حلال لهم .

فإن جميع هؤلاء الكفار أكفر من اليهود والنصارى . فإن لم يظهر

تاريخ الخلفاء

تأليف

جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

الطبعة الأولى

١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

الكتب والدراسات التي تصدرها الدار
تعبر عن آراء واجتهادات أصحابها

دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع

بيروت - لبنان - ص.ب: ١٤/٦٣٦٦ - تلفون: ٧٠١٩٧٤

فصــل

في أنه أفضل الصحابة وخيرهم

أجمع أهل السنة أن أفضل الناس بعد رسول الله عليه الصلاة والسلام أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم عليّ، ثم سائر العشرة، ثم باقي أهل بدر، ثم باقي أهل أُحد، ثم باقي أهل البيعة، ثم باقي الصحابة، هكذا حكى الإجماع عليه أبو منصور البغدادي.

وروى البخاري [٣٦٥٥] عن ابن عمر قال: كنا نُخَيِّرُ بين الناس في زمان رسول الله عليه الصلاة والسلام فنخير أبا بكر، ثم عمر، ثم عثمان، وزاد الطبراني في الكبير: فيعلم بذلك النبي عليه السلام ولا ينكره. وأخرج ابن عساكر عن ابن عمر قال: «كنا وفينا رسول الله عليه الصلاة والسلام نفضل أبا بكر وعمر وعثمان وعلياً». وأخرج ابن عساكر عن أبي هريرة قال: كنا معاشر أصحاب رسول الله عليه الصلاة والسلام ـ ونحن متوافرون ـ نقول: أفضل هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم نسكت.

وأخرج الترمذيّ عن جابر بن عبدالله قال: قال عمر لأبي بكر: يا خير الناس بعد رسول الله عليه الصلاة والسلام، فقال أبو بكر: أما إنك إن قلت ذاك فلقد سمعته يقول: **«ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر»**. وأخرج البخاري [٣٦٧١] عن محمد بن علي بن أبي طالب، قال: قلت لأبي: أي الناس خير بعد النبي عليه الصلاة والسلام؟ قال: أبو بكر، قلت: ثم من؟ قال: عمر، وخشيت أن يقول عثمان، فقلت: ثم أنت؟ قال: ما أنا إلا رجل من المسلمين. وأخرج أحمد وغيره عن عليّ قال: خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر، وعمر. قال الذهبي: هذا متواتر عن علي، فلعن الله الرافضة ما أجهلهم.

وأخرج الترمذيّ والحاكم عن عمر بن الخطاب، قال: أبو بكر سيدنا وخيرنا وأحبنا إلى النبي عليه الصلاة والسلام. وأخرج ابن عساكر عن عبدالرحمن بن أبي ليلى أن عمر صعد المنبر، ثم قال: ألا إن أفضل هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر، فمن قال غير هذا فهو مفترٍ، عليه ما على المفتري. وأخرج أيضاً عن ابن أبي ليلى قال: قال عليّ: لا يفضلني أحد على أبي بكر وعمر إلا جلدته حد المفتري. وأخرج عبدالرحمن بن حميد في «مسنده» وأبو نعيم وغيرهما من طرق عن أبي الدرداء: أن رسول الله ﷺ قال: **«ما طلعت الشمس ولا غربت على أحد أفضل من أبي بكر إلا أن**

تهذيب الكمال في أسماء الرجال

للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي

٦٥٤ - ٧٤٢ هـ

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

أستاذ ورئيس قسم التاريخ بكلية الآداب

جامعة بغداد

مؤسسة الرسالة

روى عن: أبي هُريرة (س).
روى عنه: عاصِم بنُ بَهْدَلة (س).
ذكرَه ابنُ حِبَّان في كتاب «الثِّقات»[1].
روى له النَّسائيُّ حديثاً واحداً[2]: «نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَه إِلاَّ اللَّـهُ».

٢٠٦٤ ـ ت س: زِياد[3] بنُ كُسَيْب، العَدَويُّ، البَصْريُّ.
روى عن: أبي بكرة الثَّقفيِّ (ت س).
روى عنه: سَعْد بنُ أَوْس البَصْريُّ (ت س)، ومُسْتَلم بن سَعيد.
ذكرَه ابنُ حِبَّان في كتاب «الثِّقات»[4].
روى له التِّرمذيُّ والنَّسائيُّ حديثاً واحداً، قد كتبناه في تَرْجَمَةِ حُمَيْد بن مِهْران.

٢٠٦٥ ـ م د ت س: زِياد[5] بنُ كُلَيْب، التَّميْمِيُّ، الحَنْظَلِيُّ، أبو مَعْشر الكوفيُّ.

= السول: الورقة ١٠٤، وتهذيب ابن حجر: ٣٨١/٣، وخلاصة الخزرجي: ١/ الترجمة ٢٢١٨.
(١) ١/ الورقة ١٤٢، وقال ابن حجر: مقبول.
(٢) المجتبى: ٧٩/٧ في المحاربة.
(٣) تاريخ البخاري الكبير: ٣/ الترجمة ١٢٤٥، والجرح والتعديل: ٣/ الترجمة ١٢٥٠، وثقات ابن حبان: ١/ الورقة ١٤٣، وأسماء الرجال للطيبي: الورقة ٢١، والكاشف: ٣٣٣/١، ومعرفة التابعين: الورقة ١٤، وتذهيب الذهبي: ١/ الورقة ٢٤٦، ونهاية السول: الورقة ١٠٤، وتهذيب ابن حجر: ٣٨٢/٣، وخلاصة الخزرجي: ١/الترجمة ٢٢١٩.
(٤) ١/ الورقة ١٤٣، وقال ابن حجر: مقبول.
(٥) طبقات ابن سعد: ٣٣٠/٦، وتاريخ يحيى برواية الدوري: ١٨٠/٢، وتاريخ الدارمي، الترجمة ٩٦٣، وتاريخ خليفة ٣٤٩، وطبقاته: ١٦١، وعلل أحمد: ٤٤/١، =

روى عن: إِبْراهيم النَّخعِيّ (م د ت س)، وسَعيد بن جُبَيْر، وعامِر الشَّعْبِيّ، وفُضَيل بن عَمْرو الفُقَيْمِيّ.

روى عنه: إِسْماعيل بنُ مُسلم المكيُّ، وأيوب السَّخْتِيانيُّ، وأبو بِشْر جَعْفَر بن أبي وَحْشِيَّة، وحَجَّاج بنُ دِيْنار، وحَجَّاج بن فُرافِصة، وحُسام بن مِصَك، والحَسَن بنُ فُرات القَزَّاز، وخالِد الحَذَّاء (م د ت س)، ورُديني أبو المُحَجَّل، وسَعيد بن صالح الأَسَدِيُّ، وسَعيد بنُ أبي عَرُوبة (م د س)، وشُعْبَة بن الحَجَّاج، وشِهاب بنُ خِراش، وصالح بن صالح بن حَيّ (مد)، وعُبَيْدالله بن الوَليد الوَصَّافيُّ، وقَتادة ــ وهو مِن أقرانِهِ ــ ومُغيرة بن مِقْسَم (م د س)، ومَنْصور بن المُعْتَمر (س) ــ وهُما مِن أقرانِه أيضاً ــ وهِشام بن حَسَّان (م س)، ويونُس بن عُبَيْدٍ (س).

قال أحمد بنُ عبدالله العِجْلِيُّ[1]: كان ثقةً في الحديثِ، قَديمَ المَوْتِ. وقال أبو حاتم[2]: صالحٌ، مِنْ قُدماءِ أصحابِ إبراهيم، ليس

= ٤٨، ٨٢، ٩٩، ١١٤، ١١٥، ١٨٧، ١٩٠، ١٩٢، ٢٤٠، ٣٢٩، ٣٧٨، ٤١١، ٤١٢، وتاريخ البخاري الكبير: ٣/ الترجمة ١٢٤٦، وتاريخه الصغير: ١/٢٧٢، وثقات العجلي: الورقة ١٧، وسؤالات الآجري لأبي داود: ٥/ الورقة ٤٤، والمعرفة والتاريخ: ١/٣٢٠، ٢/٢٧٢، ٢٨٥، ٣/١٥، ١٨٢، ٢٠٦، وتاريخ أبي زرعة الدمشقي: ٤٨١، والكنى للدولابي: ١/١٢٠، والجرح والتعديل: ٣/ الترجمة ٢٤٤٩، وثقات ابن حبان: ١/ الورقة ١٤٣، ورجال صحيح مسلم لابن منجويه: الورقة ٥٣، والجمع لابن القيسراني: ١/١٤٩، وتاريخ الإسلام: ٤/٢٥١، والكاشف: ١/٣٣٤، وميزان الاعتدال: ٢/ الترجمة ٢٩٥٩، وتذهيب التهذيب: ١/ الورقة ٢٤٦، وإكمال مغلطاي: ٢/ الورقة ٤٧، ونهاية السول: الورقة ١٠٤، وتهذيب ابن حجر: ٣/٣٨٢، وخلاصة الخزرجي: ١/ الترجمة ٢٢٢٠.

(١) الثقات: الورقة ١٧.

(٢) الجرح والتعديل: ٣/ الترجمة ٢٤٤٩.

وقال إسحاق بن منصور ، عن يحيى بن مَعِين : صالحٌ .

وقال النَّسائيُّ : ليسَ به بأسٌ[1] .

روى له أبو داودَ في التَّرجل من السُّنَن حديثاً واحداً في كراهة الدَّواء للصبيان[2] ، وفي « المراسيل » حديثاً واحداً ، عن مُقاتِل ابن حَيّان رفعه ، قال : قال النبي ﷺ : «إن جَاء رَجُلٌ فَلَم يجد أحداً فَلْيَخْتَلج رجلاً من الصَّف فليقُم معه فما أعظم أجر المختلج »[3] .

١١١٨ ـ د ت سي ق : حجاج[4] بن دينار الأَشْجَعِيُّ ، وقيل : السُّلَمِيُّ ، مولاهم ، الواسطيُّ .

روى عن : أبي بشر جعفر بن أبي وحشية ، والحكم بن حَجْل (ت) ، والحكم بن عُتَيْبَة (د ت عس ق) ، وشُعيب بن

---

(١) ووثقه ابن حبان ، وابن شاهين ، وقال الذهبي في « الكاشف » : صدوق . وقال ابن حجر : لا بأس به .

(٢) باب ما جاء في الرخصة (٤١٩٧) وفيه : « حدثنا الحسن بن عليّ ، حدثنا يزيد بن هارون ، حدثنا الحجاج بن حسان ، قال : دخلنا على أنس بن مالك فحدثتني أختي المغيرة قالت : وأنت يومئذ غلام ولك قَرْنان ، أو قُصّتان ، فمسح رأسك ، وبَرّكَ عليك ، وقال : احلقوا هذين ، أو قصوهما ، فإن هذا زي اليهود » .

(٣) اختلجه : إذا جبذه وانتزعه . وإسناده ضعيف ، لأنه مُعْضَل ، كما قال الذهبي في السير (٧/ ٧٧) .

(٤) تاريخ يحيى برواية الدوري : ٢/ ١٠٠ ، والدارمي : ٢٢٣ ، والعلل لأحمد : ١/ ١٩٩ ، وتاريخ البخاري الكبير : ٢/ الترجمة ٢٨٢٠ ، وثقات العجلي ، الورقة ٩ ، وجامع الترمذي : ٥/ ٣٧٩ ، وتاريخ واسط لبحشل : ٤٠ ، ٨٨ ، ١٠٩ ، ١٢٦ ، ٢٠٩ ، وأخبار القضاة لوكيع : ٣/ ٣١١ ، والكنى للدولابي : ٢/ ٩٤ ، والجرح والتعديل : ٣/ الترجمة ٦٨١ ، وثقات ابن حبان ، الورقة ٨١ ، وثقات ابن شاهين ، الورقة ١٥ ـ ١٦ ، وتذهيب الذهبي : ١/ الورقة ١٢٣ ، والكاشف : ١/ ٢٠٦ ، وميزان الاعتدال : ١/ ٤٦١ ، والمغني : ١/ الترجمة ١٣٥١ ، وسير أعلام النبلاء : ٧/ ٧٧ ، والمجرد في رجال ابن ماجة ، الورقة ١٩ ، وإكمال مغلطاي : ٢/ الورقة ١٣٣ ، وبغية الأريب ، الورقة ٨١ ، ونهاية السول ، الورقة : ٥٨ ، وتهذيب ابن حجر : ٢/ ٢٠٠ ـ ٢٠١ ، وخلاصة الخزرجي : ١/ الترجمة ١٢٣٨ .

خالد ، وعاصم الأحول ، ومحمد بن ذكوان (ق) ، وأبي جعفر محمد بن عليّ بن الحُسين بن عليّ بن أبي طالب ، ومُعاوية بن قرّة ، ومنصور بن المُعْتَمر ، وأبي غالب صاحب أبي أُمامة (ت فق)، وأبي معشر التَّمِيمي ، وأبي هاشم الرُّماني .

روى عنه : أبو إسماعيل إبراهيم بن سليمان المُؤَدِّب ، وإسرائيل بن يُونُس (ت) ، وإسماعيل بن زكريا (د ت عس ق) ، وأبو عليّ الحُسين بن عيسى الرَّافقي ، وشُعبة بن الحجّاج ، وشُعيب بن ميمون ، وشِهاب بن خِراش ، وعبد الله بن نُمَير ، وعبد الرحمان بن إسحاق الكوفيُّ ، وهو من أقرانه ، وعَبدة بن سُليمان (د) ، وعيسى بن يُونُس (س) ، ومحمد بن بِشر العَبْديُّ (ت ق) ، ومحمد بن فُضَيل بن غَزْوان (ق) ، ومحمد بن يزيد الواسطيُّ ، ومروان بن سالم ، ويَعْلَى بن عُبيد (ت ق) .

قال أبو إسحاق إبراهيم بن إسحاق بن عيسى الطالقانيُّ ، عن عبد الله بن المبارك : ثقة .

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل ، عن أبيه : ليس به بأس .

وقال أبو بكر بن أبي خيثمة ، عن يحيى بن مَعين : صدوق ، ليس به بأس[1] .

وقال أبو خَيْثمة زُهير بن حَرْب ، ويعقوب بن شَيْبة ، وأحمد ابن عبد الله العِجْلِيُّ : ثِقَةٌ .

---

(١) وكذلك قال الدارمي عن يحيى (تاريخ الدارمي : ٢٢٣) . وقال العباس الدوري عن يحيى : ثقة (تاريخه ٢/ ١٠١) .

روى عنه: عبدالمُؤمن بن خالد الحَنَفيُّ المَرْوَزيُّ[1] (د).

روى له أبو داود عن ابن عَبَّاس في قوله (تعالى): ﴿إِلَّا تَنْفِروا يُعَذِّبْكُمْ عَذاباً أَلِيماً﴾[2] قال: فأمسكَ عنهم المَطَرَ، وكان عذابهم.

٦٣٨٦ - ٤: نَجِيح[3] بنُ عبدالرَّحمان السِّنْدِيُّ، أبو مَعْشَر المَدَنيُّ، مولى بني هاشم، كان مُكاتِباً لامرأةٍ من بني مخزوم فأدى

---

(١) وقال الذهبي في «الميزان»: لايعرف. (٤/الترجمة ٩٠١٤). وقال ابن حجر في «التقريب»: مجهول.

(٢) التوبة (٣٩).

(٣) طبقات ابن سعد: ٤١٨/٥ و٢٦٦، ٩/الورقة ١٥٤، وتاريخ الدارمي، الترجمة ٨٢٩، وتاريخ الدوري: ٦٠٣/٢، وابن طهمان، الترجمة ٢٨٥، وتاريخ خليفة: ٤٤٨، وعلل ابن المديني: ٩٠، وسؤالات ابن أبي شيبة، الترجمة ١٠٦، وعلل أحمد: ١٣٥/١، و٧٤/٢، ١١٨، وتاريخ البخاري الكبير: ٨/الترجمة ٢٣٩٧، و٩/الترجمة ٩٨٥، وتاريخه الصغير: ١٧٢/٢، ٢٠٥، وضعفاؤه، الصغير، الترجمة ٣٨٠، وأبو زرعة الرازي: ٦٦٥، والترمذي (٣٤٣، ٢١٣٠)، والمعرفة ليعقوب، انظر الفهرس، وتاريخ أبي زرعة الدمشقي: ٥٨١، ٥٨٢، وضعفاء النسائي، الترجمة ٥٩١، وضعفاء العقيلي، الورقة ٢٢٢، والجرح والتعديل: ٨/الترجمة ٢٢٦٣، والمجروحين لابن حبان: ٦٠/٣، والكامل لابن عدي ٣/الورقة ١٨٠، وضعفاء الدارقطني، الترجمة ٥٥٠، وسننه: ١٦/٢، ٧٦، ١٩١، وثقات ابن شاهين، الترجمة ١٤٩٤، والمدخل إلى الصحيح: ٢١٢، وضعفاء أبي نعيم، الترجمة ٢٥٤، وتاريخ الخطيب: ٤٢٧/١٣، والسابق واللاحق: ٣٥٠، والمحلى: ٤٣٦/٧، ٩/٨، وضعفاء ابن الجوزي الورقة ١٦٥، وسير أعلام النبلاء: ٤٣٥/٧، وديوان الضعفاء، الترجمة ٤٣٥٢، وتذكرة الحفاظ: ٢٣٤/١، والكاشف: ٣/الترجمة ٥٨٩٩، والعبر: ٢٥٨/١، والمغني: ٢/الترجمة ٦٦٠٠، وتذهيب التهذيب: ٤/الورقة ٩٢، وميزان الإعتدال: ٤/الترجمة ٩٠١٧، ونهاية السول، الورقة ٣٩٧، وتهذيب التهذيب: ٤١٩/١٠ - ٤٢٢، والتقريب: ٢٩٨/٢، وخلاصة الخزرجي: ٣/الترجمة ٧٥٩٣، وشذرات الذهب: ٢٧٨/١.

فَعُتِقَ، فاشترت أمُّ موسى بنت المنصور ولاءَهُ، وقيل: اشترته فأعتقته وقيل: إنَّ أصلهُ من حِمْير من وَلَدِ حنظلة بن مالك، وهو والد محمد بن أبي مَعْشَر المَدَنيِّ. رأى أبا أُمامة بن سَهْل بن حُنَيْف، وله رؤية من النَّبيِّ ﷺ.

وروى عن: يَزيد بن عبدالله بن أبي بُردَة بن أبي موسى الأشْعَريِّ، وحَرْب بن قَيْس، وحَفْص بن عُمر بن عبدالله بن أبي طَلْحة، وسَعيد بن أبي سعيد المَقْبُريِّ (س ق)، وسعيد بن المُسَيِّب (ت)، وصَدَقة بن طيسلة، وعبدالله بن يحيى بن عبدالرَّحمان الأنْصاريِّ ابن أخي عَمرة بنت عبدالرَّحمان، وعبدالسَّلام بن أبي الجَنوب، وعَوْن بن عبدالله بن الحارث، وعيسى بن أبي عيسى الحَنَّاط، ومحمد بن عَمرو بن عَلْقَمة (ت ق)، ومحمد بن قَيْس المَدَنيِّ، ومحمد بن كَعْب القُرَظيِّ (قد ق)، ومحمد بن المُنكَدِر، ومسلم بن أبي مريم، ومُصعب بن ثابت، وموسى بن يَسَار المَدَنيِّ (ق)، ونافع مولى ابن عُمر، وهشام بن عُرْوَة (د)، ويحيى بن شِبْل، ويوسُف بن يعقوب صاحب السَّائِب بن يزيد، وأبي وَهْب مولى أبي هريرة.

روى عنه: إسحاق بن بِشْر الكاهِليُّ، وإسحاق بن عيسى ابن الطَّباع، وأبو ضَمْرة أَنَس بن عِياض الليثيُّ (ق)، وجُبارة بن مُغَلِّس، وحَسَّان بن إبراهيم الكِرْمانيُّ، وحفص بن عُمر الدِّمشقيُّ، وسَعيد بن منصور (د)، وسُفيان الثَّوريُّ ـ ومات قبله ـ وعاصِم بن عليّ بن عاصِم الواسِطيُّ (ق)، وعَبَّاد بن موسى العُكْليُّ، وعبدالله ابن إدْريس (ق)، وعبدالرَّحمان بن مهديّ، وعبدالرَّزاق بن هَمَّام، وعبدالعزيز بن بَحْر، وعبدالعزيز بن الخطاب، وعُثمان بن سعيد

الزَّيات، وعثمان بن عُمر بن فارِس (فق)، وعليّ بن محمد المَنْجُوريُّ، وأبو نُعَيْم الفَضْل بن دُكَيْن، واللَّيْث بن سَعْد (س)، وأبو غَسَّان مالك بن إسماعيل النَّهْديُّ، ومحمد بن بَكَّار بن الرَّيان (قد)، ومحمد بن جعفر الوَرْكانيُّ، ومحمد بن سَواء السَّدُوسيُّ (ت)، ومحمد بن عُمر الواقِديُّ، وابنه محمد بن أبي مَعْشَر المَدَنيُّ (ت) وهو آخر من روى عنه، ومنصور بن أبي مُزاحم، وموسى بن داود الضَّبيُّ، ونَصْر بن منصور بن عبدالرَّحمان والد محمد بن نصر الصَّائغ، وأبو النَّضْر هاشِم بن القاسم (ق)، وهُشيم بن بشير، وهوذة بن خليفة، ووكيع بن الجرح، ويحيى بن إسحاق السَّيْلحِينيُّ، ويزيد بن هارون، ويَسَرَة بن صَفْوان، ويونُس بن محمد المؤدِّب، وأبو الرَّبيع الزَّهرانيُّ، وأبو الوليد الطَّيالِسيُّ، والقاضي أبو يوسُف الأَنْصاريُّ.

قال عمرو بن عَوْن الواسِطيُّ[1]، عن هُشَيْم: مارأيت مدنياً أكيسَ من أبي مَعْشَر، ومارأيت مدنياً يشبهه.

وقال أبو زُرْعة الدِّمشقيُّ[2]: سمعت أبا نُعَيم يقول: كان أبو مَعْشَر كَيِّساً حافظاً.

وقال محمد بن الحُسين بن إشْكاب[3]، عن يزيد بن هارون: ثَبتَ حديث أبي مَعْشَر وذهب حديث أبي جَزْء، وفي رواية: قال: سمعت يزيد بن هارون يقول: سمعت أبا جَزْء نَصْر بن طَريف

---

(١) الجرح والتعديل: ٨/الترجمة ٢٢٦٣.

(٢) تاريخ الخطيب: ١٣/٤٢٩.

(٣) الجرح والتعديل: ٨/الترجمة ٢٢٦٣.

علوم الحديث

لابن الصلاح

الإمام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري

ولد سنة ٥٧٧ وتوفي سنة ٦٤٣ هـ

رحمه الله تعالى

تحقيق وشرح

نور الدين عتر

أستاذ التفسير وعلوم القرآن والحديث وعلومه

في كلية الشريعة جامعة دمشق

دار الفكر

الغساني ثم القاضي عياض المَغْرِبيان من أنه منسوب إلى آمُلِ طبرستان فهو خطأ ، والله أعلم .

ومن ذلك الحَنَفِي والحَنَفِيّ . فالأول : نسبةً إلى بني حَنيفة ، والثاني : نسبةً إلى مذهب أبي حنيفة . وفي كل منهما كثرة وشهرة . وكان محمد بن طاهر المقدسي وكثير من أهل الحديث[1] وغيرهم يَفْرُقُونَ بينهما ، فيقولون في المذهب : « حنيفي » بالياء ، ولم أجد ذلك عن أحدٍ من النحويين إلا عن أبي بكر بن[2] الأنباري الإمام ، قاله في كتابه « الكافي » ولمحمدٍ بن طاهر في هذا القسم « كتاب الأنساب المتفقة » .

ووراء هذه الأقسام أقسامٌ أُخَرُ لا حاجة بنا إلى ذكرها .

ثم إن ما يوجد من المتفق المفترق غيرَ[3] مقرونٍ ببيان ، فالمرادُ به قد يُدْرَكُ بالنظر في رواياته ، فكثيراً ما يأتي مميزاً في بعضها ، وقد يُدركُ بالنظر في حال الراوي والمروي عنه ، وربما قالوا في ذلك بظنٍ لا يقوى[4] .

حدَّث القاسم المطرِّزُ يوماً بحديث : « عن أبي همّام أو غيره عن الوليد بن مسلم عن سفيان » . فقال له أبو طالب بن نصر الحافظ :

---

(١) في ق : « أهل العلم والحديث » .

(٢) « ابن » ليس في ع .

(٣) قوله : « غير » سقط من ع .

(٤) « لا يقوى » ليس في ع .